SUPPORT US
Scan to pay with any UPI app
Be A Part Of
Sada-E-Hussaini
9246500619

اپنا اخبار اپنی بات
APNA AKHBAR APNI BAAT
sadaehussaini.com / sadaehussaini.in /
sadaehussaini@gmail.com
Mobile : 9490618051 Whatsup : 9346938539

روزنامہ
بے زبانوں کی زبان
صدائے حسینی
حیدرآباد
Sada-E-Hussaini
Sunday 01-12-2024 epaper.sadaehussaini.in

آیت کریمہ: جس طرح کہ خدا نے تمہارے ساتھ نیک برتا کیا ہے اور زمین میں فساد کی کوشش نہ کرو کہ اللہ فساد کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا ہے۔ (سورہ القصص۔آیت 77)

حدیث شریف: بارگاہِ خدا میں ایک عالم دین ایک ہزار شہداء سے زیادہ گرامی و بزرگ ہے۔

حضرت علیؑ نے فرمایا فتنہ وفساد میں اس طرح رہو جس طرح اونٹ کا وہ بچہ جس نے ابھی اپنی عمر کے دو سال ختم کئے ہوں کہ نہ تو اس کی پیٹھ پر سواری کی جاسکتی ہے اور نہ اس کے تھنوں سے دودھ دوہا جاسکتا ہے۔

سورہ فاتحہ
برائے ایصال ثواب

سید احمد حسین جعفری صاحب مرحوم
ابن سید کلب حسین جعفری صاحب مرحوم
و محترمہ کنیز عباس صاحب مرحومہ
بنت میر فیاض علی صاحب مرحوم
کی روح کو شاد فرمائیں۔

درس تبین فرقان و تفسیر قرآن

حجۃ السلام مولانا سید تقی رضا عابدی ہر صبح 6.30 غیر از روز جمعہ بمقام دفتر مجلس علماء ہند' نور خاں بازار میں درس تبین فرقان و تفسیر قرآن کا درس دینگے۔

صہیونی حکومت کو ہر محاذ پر شکست ہوئی: شیخ نعیم قاسم

بیروت۔20 نومبر (ایجنسی) حزب اللہ کے سربراہ شیخ نعیم قاسم نے صہیونی حکومت کے ساتھ جنگ بندی کے بعد اپنے خطاب میں کہا

انقلاب اسلامی، اسلامی جمہوریہ ایران کی حکومت، عوام اور سپاہ پاسداران انقلاب کا خصوصی شکریہ ادا کیا کہ مشکل مواقع میں لبنانی عوام اور مقاومت کا ساتھ دیا۔ انہوں نے یمنی اور عراقی مقاومت کا بھی شکریہ ادا کیا۔شیخ نعیم قاسم نے کہا کہ حزب اللہ نے اسرائیل کے اندر اہداف کو نشانہ بنایا اور دشمن کو شدید نقصان پہنچایا۔مقبوضہ فلسطین کے شمالی علاقوں سے لاکھوں صہیونی ہجرت پر مجبور ہوگئے۔ ہماری استقامت کی وجہ سے صہیونی حکومت بند گلی میں پہنچ گئی۔صہیونی فوج خوف و ہراس اور سیاسی رہنما سراسیمگی کا شکار ہوگئے۔انہوں نے کہا کہ ہم شروع سے ہی جنگ کے خواہاں نہیں تھے لیکن جنگ کے دوران اپنی طاقت کے ذریعے صہیونی حکومت کو جنگ بندی پر مجبور کیا۔اس جنگ میں ملنے والی فتح 2006 کی فتح سے زیادہ بڑی ہے۔ہم نے میدان میں سرخرو ہوکر جنگ بندی پر اتفاق کیا۔حزب اللہ کے سربراہ نے کہا کہ 61 فیصد اسرائیلی سمجھتے ہیں کہ جنگ میں شکست ہوگئی ہے۔اس جنگ میں صہیونی حکومت کو ہر محاذ پر شکست ہوگئی۔ جنگ بندی ایک معاہدہ ہی نہیں بلکہ سلامتی کونسل کی قرارداد پر عملدرامد کا فریم ورک ہے۔حزب اللہ اور لبنانی فوج کے درمیان اعلی سطح پر ہماہنگی ہوگی۔انہوں نے کہا کہ جنگ بندی میں لبنان کی حاکمیت کو یقینی بنایا گیا ہے۔ ہم سید مقاومت شہید حسن نصر اللہ اور دیگر شہدا کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ان مجاہدین کی قدردانی کرتے ہیں جنہوں نے میدان جنگ میں جانثاری کا مظاہرہ کیا۔

ہے کہ ہم شروع سے ہی جنگ کے خواہاں نہیں تھے لیکن غزہ کے لئے ہماری حمایت جاری رہے گی۔ اگر صہیونی حکومت نے جنگ مسلط کرنے کی کوشش کی تو ڈٹ کر مقابلہ کریں گے۔انہوں نے کہا کہ صہیونی حکومت کی جارحیت نہایت خطرناک اور دردناک تھی۔شروع میں ہم سخت مشکلات کا شکار ہوگئے لیکن تنظیم نے فوراخود کو سنبھال لیا اور قیادت کا انتخاب کرکے دوبارہ اپنے پاوں پر کھڑی ہوگئی۔انہوں نے رہبر معظم

اجمیر شریف درگاہ پر مندر کا دعویٰ افسوسناک

مغلوں سے لیکر ہندو وراجپوت بادشاہوں نے بڑے احترام سے دیکھا ہے، آقا سید حسن موسوی

کشمیر۔30 نومبر (حوزہ نیوز ایجنسی رصدائے حسینی) انجمن شرعی شیعیانِ جموں وکشمیر کے صدر حجۃ الاسلام والمسلمین سید حسن موسوی الصفوی نے مرکزی جامع مسجد وامام باڑہ بڈگام میں جمعہ کا خطبہ دیتے ہوئے کہا ہے کہ راجستھان کے اجمیر میں عدالت کے حالیہ فیصلے کی شدید مذمت کرتے ہیں، جس میں اجمیر شریف درگاہ کے سروے کا حکم دیا گیا ہے۔آغا حسن موسوی نے کہا کہ 'یہ لوگ سستی مقبولیت کے لیے مقدس مذہبی مقامات پر انگلیاں اٹھا رہے ہیں، جو کہ بدقسمتی کی بات ہے !اگر ہم تاریخ پر نظر ڈالیں تو درگاہ خواجہ صاحب کے بارے میں کوئی اعتراض نہیں کیا گیا۔مغلوں سے لے کر خلجی اور تغلق تک، ہندو بادشاہوں، راجپوت بادشاہوں اور یہاں تک کہ مرہٹوں نے اس درگاہ کو بڑے احترام سے دیکھا ہے اور اس درگاہ کے تئیں اپنے عقیدت کا اظہار کیا جاتا تھا'۔انہوں نے مزید کہا کہ 'یہاں تک کہ سناتن دھرم کی کئی عظیم شخصیات نے بھی اس درگاہ خواجہ کے بارے میں بڑے احترام کیساتھ اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ 1911 میں شائع ہونے والی صرف ایک کتاب کی بنیاد پر پوری تاریخ کو نہیں مٹایا جاسکتا۔ ہر مذہب کے لوگ اجمیر شریف درگاہ پر حاضری دیکر اپنی عقیدت کا اظہار کرتے ہیں، جبکہ یہ درگاہ ہمیشہ گنگا جمنی تہذیب کا بڑا مرکز رہا ہے اور یہ دعوی کرنا انتہائی افسوسناک ہے کہ اس درگاہ میں ایک مندر ہے۔انہوں نے کہا ہے کہ "ہندو سینا کی جانب سے دائر مقدمہ سے پتہ چلتا ہے کہ ملک میں مذہبی جنون کس حد تک پہنچ چکا ہے۔ ایسی زہریلی سوچ رکھنے والے لوگوں اور اداروں چاہے ان کا تعلق سنبھل سے ہو یا راجستھان سے، کو بند کر دینا چاہیے۔ آغا حسن نے متنبہ کیا کہ اس طرح کے تنازعات کو آگے بڑھنے دینے سے ملک کے سیکولر تانے بانے کو نقصان پہنچے گا اور فرقہ وارانہ کشیدگی کو دوام ملے گا۔انہوں نے مطالبہ کیا کہ حکومت فرقہ وارانہ مقاصد کیلئے قانونی عمل کے غلط استعمال کو روکنے کیلئے فیصلہ کن کارروائی کرے۔

ایرانی وزیر خارجہ ڈاکٹر عباس عراقچی نے اپنے قم کے دورے کے دوران مراجع تقلید اور علمائے کرام سے ملاقات کے سلسلے میں حوزہ علمیہ سرپرست آیت اللہ علی رضا اعرافی سے ان کے دفتر میں ملاقات کی ہے۔

عبادتگاہوں کے تحفظ سے متعلق عدالت عظمیٰ کے فیصلے پر عمل کیا جائے

نئی دہلی۔30 نومبر (ایجنسی) سپریم کورٹ نے عبادت گاہوں کے تحفظ سے متعلق جو اشاریئے دیئے ہیں، ان پر عمل کرنا اور کروانا، روز فتنے نہ پیدا ہوں، اس پر قدغن لگانے کے لئے سخت موقف اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔ ان خیالات کا اظہار شاہی امام مولانا سید احمد بخاری جامع مسجد دہلی نے کل نماز جمعہ سے قبل اپنے خطاب میں کیا ۔کل یہاں جاری ایک پریس ریلیز میں انھوں نے کہا کہ عدالت نے اپنے فیصلے میں اکتوبر 1991 میں بنے پارلیمانی ایکٹ عبادت گاہوں کے تحفظ کا خصوصی قانون پر خصوصی توجہ دیتے ہوئے واضح تنبیہ کی تھی کہ اس ایکٹ کی رو سے مستقبل میں اس طرح کے مزید فتنوں کو ہوا نہ دی جائے، یہ اب سلسلہ ختم ہوجانا چاہئے لیکن ساتھ میں فیصلے میں کچھ ایسی گنجائش چھوڑ دی گئی، جس کا غلط استعمال) مس یوز (اب روز کا وطیرہ بن گیا ہے۔ جامع مسجد بدایوں کرناٹک، مدھیہ پردیش، اور دیگر ریاستوں میں اس طرح کے دعوے اور سروے کی باتیں نہ ختم ہونے والا یہ سلسلہ شاہی جامع مسجد سنبھل اور 800 سال پرانی درگاہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی غریب نواز تک پہنچ چکا ہے۔ آخر ہم اس طرح کے معاملات کو کہاں تک لے جانا چاہتے ہیں۔انھوں نے کہا کہ سپریم کورٹ نے 2019 میں بابری مسجد کے حوالے سے تمام زمینی حقائق مسجد کے حق میں ان کی نشاندہی کرتے ہوئے فیصلہ مندر کے حق میں دیا، ہم روز اول سے عدالتوں کے فیصلے کو ماننے کی اور اپنے آپ کو اس کا پابند رکھنے کی کئی دہائیوں سے برابر بات کرتے رہے ہیں۔عدالت کے فیصلے حقائق پر ہوتے ہیں جذبات پر نہیں۔انھوں نے دعوی کیا کہ ہندوستانی عدلیہ کی تاریخ میں یہ واحد فیصلہ جو اکثریت کے مذہبی جذبات کی بنیاد پر حقائق سے روگردانی کرتے ہوئے اس کے حق میں دیا گیا مسلمانوں نے اپنا وعدہ نبھایا، عہد کی پابندی کی اور چوں تک نہیں کی۔احمد بخاری نے دعوی کیا کہ اب یہ سلسلہ سروے سے بڑھ کر دنگوں، ہلاکتوں، یک طرفہ زیاتیوں، قید وبند کی صعوبتوں، اور نفسیاتی محرومیوں کی حدوں کو پار کرتا جارہا ہے۔سنبھل میں ایک ضلع مجسٹریٹ آنافانا میں سروے آرڈر دیتا ہے، دو گھنٹے میں اس پر عمل شروع ہوجاتا ہے سروے ٹیم تشکیل دی جاتی ہے اور اسی دن سروے بھی کرلیا جاتا ہے۔مسجد کمیٹی جو براہ راست فریق ہے جس کے صدر خود وکیل بھی ہیں ان کو بھی سنا نہیں جاتا، ایسی جلد بازی کیوں؟ کیا کسی نئے فتنے کو جگانے کیلئے ایسا کیا گیا؟ یہ اپنے آپ میں ایک سوال ہے جب کہ پرامن طریقے سے پہلا سروے کرایا گیا، کمیٹی کے لوگ سنبھل لوک سبھا کے رکن ضیاالرحمن برق وہاں موجود رہے اور خوش اسلوبی سے یہ کام انجام پا گیا۔مولانا بخاری نے کہا کہ ایک مرتبہ سروے کرنے میں فیصلے کی گنجائش تھی لیکن پھر دو دن بعد دوبارہ سروے بغیر عدالت کی اجازت کے کیا گیا، صبح نماز فجر کے وقت سروے ٹیم وہاں پہنچتی ہے، اگر ٹیم میں صرف سروے سے متعلق اراکین ہوتے، تب بھی صبر آجاتا۔لیکن ان کے ساتھ غیر متعلق لوگوں کا نعرے لگاتے ہوئے مسجد میں داخل ہونا اس بات کا ثبوت ہے کہ نیت سروے کی کم دنگے کی زیادہ تھی، عوام کا اس حرکت پر غصہ آنا فطری تھا۔ بعد ازاں حالات بگڑتے گئے گولیاں چلیں، ہلاکتیں ہوئیں، 5 نوجوان بچے لقمہ اجل بن گئے، متعدد لوگ زخمی ہوئے، متعدد گرفتاریاں ہوئیں، سیکڑوں لوگوں کیخلاف مقدمات قائم ہوئے۔شہر میں خوف وہراس کا ماحول ہے۔انھوں نے کہا کہ زندگی میں کئی بار ایسے لمحات آتے ہیں جب انسان خود کو بے بس اور لاچار محسوس کرتا ہے۔آج یہی حال دنیا میں مسلمانوں کا ہے جہاں وہ سخت آزمائشوں اور امتحانی کیفیت سے گزر رہا ہے۔غزہ، لبنان، سیریا، سوڈان، یمن اور عراق کے بے بس عوام دنیائے انسانیت کو پکار رہے ہیں لیکن حیوانیت کا یہ ننگا ناچ آج بھی برابر جاری ہے۔غزہ میں ہزاروں شہید، ہزاروں زخمی، لاکھوں بے گھر اس تباہی اور بربادی کے بعد بھی مسلم ممالک بیدار نہ ہوسکیں تو اس کو کیا کہا جاسکتا ہے؟ فلسطین کے نوجوانوں، بزرگوں، عورتوں اور بچوں نے جس صبر کا مظاہرہ کیا ہے، انکی اس ہمت کو سلام ہے۔انھوں نے کہا کہ آج وطن عزیز کے جو حالات ہیں اور جس سے آپ اور ہم گزر رہے ہیں۔

عراق پر حملے کی اسرائیلی دھمکی

تحریر: سید رضی عمادی

غزہ میں نسل کشی، لبنان کے خلاف جرائم اور شام کے خلاف پے در پے حملوں کے بعد اب صیہونی حکومت نے عراق کو بھی فوجی حملے کی دھمکی دی ہے۔صیہونی حکومت کے وزیر خارجہ گیڈون ساٗر نے اعلان کیا ہے کہ انہوں نے اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کے سربراہ کو ایک خط لکھا ہے، جس میں انہوں نے عراقی گروہوں کی سرگرمیوں کے بارے میں فوری اقدامات کرنے کی درخواست کی ہے۔صیہونی وزیر خارجہ کے بقول یہ گروہ عراقی سرزمین کو اسرائیل پر حملوں کے لیے استعمال کر رہے ہیں۔صیہونی حکومت نے لبنان اور غزہ کی حمایت میں اسرائیل کے خلاف عراقی مزاحمتی گروہوں کی کارروائیوں کے خلاف نہ صرف سلامتی کونسل میں شکایت پیش کی ہے بلکہ اس غاصب صیہونی حکومت نے عراق کو فوجی حملے کی دھمکی بھی دی ہے۔مزاحمتی گروہوں کے خلاف صیہونی حکومت کا دعوی یہ ہے کہ ان گروہوں نے اس حکومت پر بار بار حملے کرکے اس کی خودمختاری کو پامال کیا ہے۔اس سلسلے میں " کتائب حزب اللہ"، "عصائب اہل الحق"، "النجبہ"، " کتائب سید الشہدا"، "انصار اللہ الہالا وفیا "اور "بدر آرگنائزیشن " کا نام سامنے لایا گیا ہے۔یہ سب عراق کی اسلامی مزاحمتی جماعتیں ہیں۔اسرائیل نے ان تنظیموں کے نام لیکر اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل میں شکایت کی ہے۔ ان گروہوں نے "یونٹی آف ایریاز " کی حکمت عملی کے سائے میں اور غزہ کے عوام کی حمایت میں مقبوضہ علاقوں کے خلاف بارہا حملے کیے ہیں۔عراق کے وزیر اعظم کے سیاسی مشیر سبہان الملا جیاد نے کہا ہے کہ اسرائیل اس وحدت کو ختم کرنے کے لیے عراق پر حملہ کرنا چاہتا ہے اور سلامتی کونسل میں پیش کی گئی شکایت کا مقصد بھی ممکنہ جارحیت کا بہانہ بنانا اور اس بات کا جواز پیش کرنا ہے۔صیہونی حکومت کا عراق کو فوجی حملے کی دھمکی دینے کا مقصد مزاحمتی گروہوں کو مقبوضہ علاقوں کے خلاف اپنے حملے جاری رکھنے سے روکنا ہے، تاہم مزاحمتی قیادت اس بات پر زور دیتی ہے کہ فوجی حملے سے بھی مقبوضہ علاقوں کے خلاف حملے نہیں رکیں گے، کیونکہ یہ گروہ غزہ کے دفاع کو اپنا اخلاقی فرض سمجھتے ہیں۔اس سلسلے میں عراق کی النجبہ تحریک کے ایک رہنما نے کہا ہے کہ عراقی مزاحمت لبنان اور فلسطین کی حمایت اور پوری طاقت کے ساتھ صیہونی حکومت پر حملہ کرنے میں اپنے اخلاقی اور قومی فریضے سے دستبردار نہیں ہوگی۔ مضحکہ خیز بات یہ ہے کہ وہ سرائیل شکایت کر رہا ہے، جو ہر روز انسانیت کے خلاف بدترین جرائم کا ارتکاب کر رہا ہے۔ صیہونی حکومت کا عراقی مزاحمتی گروہوں کے خلاف ممکنہ فوجی کارروائی کا ایک اور ہدف اس حکومت کی میکرو پالیسی کے طور پر مزاحمت کے بلاک کو کمزور کرنا ہے۔ تاہم اہم مسئلہ یہ ہے کہ عراق کے خلاف صیہونی حکومت کی ممکنہ فوجی کارروائی امریکہ کے لیے اہم نتائج کا باعث بن سکتی ہے۔

قرآن کریم کی نظر میں شادی کا مقصد سکون اور محبت بھری زندگی ہے

نجف اشرف۔30 نومبر (حوزہ نیوز ایجنسی رصدائے حسینی) ایران کے شہر نجف آباد میں واقع مدرسہ علمیہ 'ام الائمہؑ میں منعقدہ ایک خصوصی قرآنی ورکشاپ میں مدرس ومحقق حجۃ الاسلام والمسلمین سعید رہائی نے ازدواجی زندگی اور فیملی کے موضوع پر آیات قرآن کی تفسیر کرتے ہوئے 'سکون' کو ازدواج کا بنیادی مقصد قرار دیا۔مدرسہ

علمیہ 'ام الائمہ' نجف آباد میں منعقدہ ورکشاپ میں حجۃ الاسلام رہائی نے 'قرآن اور فیملی' کے موضوع پر خطاب کیا۔انہوں نے 'روش استطاقی' یعنی قرآن سے سوالات پوچھنے اور انہی آیات میں ان کے جوابات تلاش کرنے کے طریقے کو اپنایا۔انہوں نے کہا کہ اس طریقے سے محققین کو قرآن کے مختلف موضوعات پر سوالات کے ذریعے قرآن کی گہرائی میں جا کر مفاہیم اور تعلیمات کو سمجھنے کا موقع ملتا ہے۔اس موقع پر انہوں نے سورہ روم کی آیت 21 کی تفسیر کرتے ہوئے کہا: 'ازدواج کا بنیادی مقصد سکون کا حصول ہے، جسے مودت (دوستی اور تعاون) اور رحمت (بے لوث محبت) کے ذریعے ممکن بنایا جا سکتا ہے۔' انہوں نے مزید کہا کہ مرد وعورت کی انسانیت میں برابری ایک اہم موضوع ہے، جو ایک مستحکم اور اچھی فیملی کی تشکیل کے لیے ضروری ہے۔ یہ ورکشاپ، جو پانچ سیشنز پر مشتمل ہے اور ہر ہفتے ہفتہ کے دن منعقد ہوتی ہے، طلبہ اور قرآنی موضوعات میں دلچسپی رکھنے والوں کیلئے ایک بہترین موقع فراہم کر رہی ہے تاکہ وہ قرآن میں خواتین اور خاندان کے مقام کو نئے زاویے سے سمجھ سکیں۔

مردوں میں تین صفات جو طلاق کی شرح کم کر سکتی ہیں

قم۔30 نومبر (حوزہ نیوز ایجنسی رصدائے حسینی) حرم حضرت معصومہ قمؑ کے خطیب، حجۃ الاسلام والمسلمین ناصر رفیعی نے کہا کہ روایات کے مطابق مرد کو اپنے اہل خانہ کے ساتھ خوش اخلاق، سخاوت مند اور غیرت مند ہونا چاہیے، اگر یہ تین صفات گھریلو زندگی میں اپنائی جائیں تو طلاق کی شرح میں واضح کمی واقع ہوسکتی ہے۔رفیعی نے مزید کہا کہ حضرت فاطمہ زہرا کے دس سے زیادہ القابات ہیں، اور ہر لقب ان کی کسی مخصوص خوبی کو ظاہر کرتا ہے۔ان میں سے ایک لقب 'حانیہ' ہے، جس کا مطلب شفقت ومہربانی کرنے والی ہے۔انہوں نے بتایا کہ حضرت زہراؑ اپنے والدین، شوہر، بچوں، ہمسایوں اور دیگر افراد کے ساتھ نہایت محبت اور شفقت سے پیش آتی تھیں۔انہوں نے قرآن کی تعلیمات کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ والدین کے ساتھ احسان کا حکم نہایت اہمیت رکھتا ہے، چاہے وہ زندہ ہوں یا وفات پا چکے ہوں۔ والدین کے ساتھ اچھا سلوک دنیوی اور اخروی برکتوں کا ذریعہ ہے۔حضرت فاطمہ زہراؑ کی ازدواجی زندگی کی مثال دیتے ہوئے حجۃ الاسلام رفیعی نے کہا کہ وہ اپنے شوہر حضرت علیؑ کیساتھ نہایت محبت اور صبر سے پیش آتی تھیں اور کبھی شکایت نہیں کی۔ روایات کے مطابق، بہترین انسان وہ ہیں جو دیر سے غصہ کرتے ہیں اور جلد صلح کر لیتے ہیں، خاص طور پر میاں بیوی کے تعلقات میں یہ رویہ نہایت ضروری ہے۔انہوں نے زور دیا کہ مردوں کو اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ خوش اخلاقی، سخاوت اور غیرت کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ یہ صفات گھر کے سکون کا سبب بن سکتی ہیں اور طلاق کی شرح میں کمی لاسکتی ہیں۔آخر میں حجۃ الاسلام رفیعی نے کہا کہ حضرت فاطمہ زہراؑ ایک عام خاتون نہیں بلکہ خاندانِ عصمت وطہارت کے لیے نمونہ عمل ہیں۔ان کی شخصیت کا مقام اللہ کے نزدیک بہت بلند ہے، اور ان کی زندگی ہر مسلمان کے لیے مشعلِ راہ ہے۔

حلب میں ماضی کے واقعات کا اعادہ نہیں ہوگا

حلب۔30 نومبر (ایجنسی) لبنان میں ایران کے سفیر نے شام کی صورتحال کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے اگر دہشت گرد یہ سمجھتے ہیں کہ وہ حلب میں 90 کی دہائی کے اوائل کے واقعات کو دہرا سکتے ہیں تو وہ غلط ہیں کیونکہ اب شام کی حکومت مضبوط ہو چکی ہے، روسی حکومت شام کے دفاع کے لیے پرعزم ہے اور مزاحمتی محاذ اور ایران بھی شامی حکومت اور عوام کی حمایت کر رہے ہیں۔لبنان میں ایران کے سفیر مجتبی امانی نے جمعے کے روز لبنان اور صیہونی حکومت کے درمیان جنگ بندی کے حوالے سے کہا کہ ہم نے نہیں دیکھا کہ لبنان نے کبھی بھی امریکہ کو اپنا ایلچی بھیجا ہو اور امریکیوں سے کہا ہو کہ وہ صیہونی حکومت کو جنگ بندی پر مجبور کرے۔ نہ ہی حزب اللہ کی طرف سے جنگ بندی کی درخواست پیش کی گئی تھی، بلکہ حزب اللہ نے جنگی اسٹریٹجی کو باضابطہ اور منظم طریقے سے کنٹرول کیا۔ایرانی سفیر نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا کہ جنگ بندی سے 3 دن پہلے صیہونی حکام کے اس دعوے کے باوجود کہ انہوں نے حزب اللہ کی میزائل صلاحیت کو تقریباً ختم کر دیا ہے، حزب اللہ کی طرف سے تل ابیب اور شمالی مقبوضہ فلسطین پر 200 راکٹ داغے گئے۔ یہ صیہونیوں کے لیے بہت تلخ دن تھا اور غالباً اسی وجہ سے صیہونیوں نے جنگ بندی کو قبول کیا۔

اسرائیل کا تکفیری عناصر کی آڑ میں پناہ!!

تحریر: مولانا امداد علی گھلو

غاصب صہیونی ریاست اسرائیل، جو ہمیشہ اپنی جارحیت اور استعماری عزائم کے ذریعے خطے پر غلبہ حاصل کرنے کی کوشش کرتی رہی ہے، آج اپنی عسکری ناکامیوں اور شکست خوردگی کے باعث نئے راستوں کی تلاش میں ہے۔ حزب اللہ اور محور مقاومت کی شاندار کامیابیوں نے اسرائیل کی عسکری برتری کے دعوں کو مٹی میں ملا دیا ہے۔نتیجتاً، اسرائیل نے اپنی بقا کی جنگ میں تکفیری گروہوں کو ایک بار پھر متحرک کر دیا ہے، تاکہ خطے میں اپنی پراکسی جنگوں کے ذریعے مقاومتی تحریکوں کو دبایا جاسکے۔

حال ہی میں شام کے مختلف علاقوں، خصوصاً مشرقی اور شمالی حلب میں، داعش اور دیگر تکفیری عناصر کی سرگرمیوں میں غیر معمولی اضافہ دیکھنے میں آیا ہے۔ان گروہوں نے نہ صرف شام کی افواج پر حملے کیے بلکہ جنوبی محاذ پر شدت پیدا کرنے کے لیے اپنی قوتوں کو منتقل بھی کیا ہے۔ یہ تمام کاروائیاں اس بات کا واضح ثبوت ہیں کہ صہیونی ریاست اپنی ناکامی کے بعد ان دہشت گرد گروہوں کو ایک نئے حربے کے طور پر استعمال کر رہی ہے۔اسرائیل کے ساتھ ان گروہوں کے تعلقات کوئی راز نہیں رہے، بلکہ تاریخ میں بارہا یہ ثابت ہوا ہے کہ صہیونی ریاست ان تنظیموں کو عسکری اور مالی مدد فراہم کرتی رہی ہے۔

اس وقت شام کی فضائی افواج بھرپور کوشش کر رہی ہیں کہ ان دہشت گردوں کی نقل وحرکت کو روکا جاسکے اور ان کے منصوبوں کو ناکام بنایا جاسکے؛ لیکن ان واقعات کا پس منظر یہ بھی ظاہر کرتا ہے کہ یہ حملے محض شام تک محدود نہیں رہیں گے بلکہ ان کا اگلا ہدف عراق ہوسکتا ہے۔داعش کی پرانی اسٹریٹیجی کو دوبارہ زندہ کرنے کی کوشش خطے میں ایک نیا بحران پیدا کرنے کی سازش ہے، جس کا مقصد مقاومت کی قوتوں کو تقسیم کرنا اور انہیں داخلی مسائل میں الجھانا ہے۔

تکفیری عناصر کی ان سرگرمیوں سے واضح ہوتا ہے کہ یہ گروہ نہ تو اسلام کی حقیقی روح کی نمائندگی کرتے ہیں اور نہ ہی ان کے اہداف مسلمانوں کے مفادات سے ہم آہنگ ہیں۔ان گروہوں کو اسرائیل کی جانب سے استعمال کرنا اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ صہیونی ریاست، اپنی براہ راست شکست کے بعد، اپنے مخالفین کو کمزور کرنے کے لیے متبادل حربوں کا سہارا لے رہی ہے۔ ان تکفیریوں کی جارحیت، جو مسلمانوں کے درمیان تفریق اور انتشار پھیلانے کے لیے ڈیزائن کی گئی ہے، اسرائیل کے لیے ایک اہم ہتھیار بن چکی ہے۔

یہ امر حیران کن ہے کہ ان گروہوں کے پاس جدید ترین ہتھیار اور وسائل موجود ہیں، جنہیں وہ مسلم ممالک کی افواج اور عوام کے خلاف استعمال کر رہے ہیں۔سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر یہی توانائیاں اور وسائل اسرائیل کے خلاف مقاومت میں استعمال ہوتے تو کیا صورت حال مختلف نہ ہوتی؟ لیکن یہاں یہ حقیقت بھی واضح ہوتی ہے کہ صہیونی استعمار کے خلاف جنگ ایک عظیم نصب العین اور گہرے نظریے کی متقاضی ہے، جو ان حیوان صفت گروہوں کے بس سے باہر ہے۔ان کے لیے جنت کی بشارت اسرائیل کے خلاف جہاد میں نہیں بلکہ مسلمانوں کے خون بہانے میں مضمر ہے۔

داعش اور تکفیری گروہوں کی تحریر الشام کے نام سے حالیہ سرگرمیاں اس بات کی بھی نشاندہی کرتی ہیں کہ اسرائیل خطے میں اپنی شکست کے بعد سیاسی اور عسکری میدان میں دباؤ کو کم کرنے کے لیے انہیں میدان میں لایا ہے۔ یہ عمل اس بات کا ثبوت ہے کہ صہیونی ریاست نہ صرف اپنے اندرونی مسائل، مثلاً عوامی احتجاجات اور حکومتی بحرانوں سے نمٹنے میں ناکام ہوچکی ہے بلکہ اس کی عسکری طاقت بھی حزب اللہ اور دیگر مقاومتی تنظیموں کے خلاف بے بس ہوگئی ہے۔

اس تمام صورت حال کا ایک روشن پہلو بھی ہے: محور مقاومت، خصوصاً حزب اللہ، نے نہ صرف اسرائیل بلکہ اس کے پراکسی عناصر کو بھی بے نقاب کر دیا ہے۔ان کی قربانیاں اور عزم، جو استقامت اور حقیقی جہاد کی مثال ہیں، یہ ثابت کرتے ہیں کہ صہیونی عزائم کے خلاف کھڑا ہونا صرف انفرادی طاقت سے ممکن نہیں بلکہ اللہ پر غیر متزلزل ایمان، اجتماعی اتحاد اور مضبوط نظریے کی ضرورت ہے۔

یہی مقاومتی تحریکیں، جو صہیونی استعمار کے خلاف سینہ سپر ہیں، اس بات کا عملی ثبوت ہیں کہ دشمن کی تمام چالوں کے باوجود، خطے کے باشعور عوام اسرائیل اور اس کے آلہ کاروں کے خلاف مقاومت جاری رکھیں گے، حتی کہ فلسطین اور القدس کی آزادی کا خواب شرمندہ تعبیر ہو جائے۔

مزید برآں، خطے میں جاری اس صورتحال نے نہ صرف سیاسی توازن کو متاثر کیا ہے بلکہ عالمی طاقتوں کے رویوں کو بھی عیاں کر دیا ہے۔ خاص طور پر مغربی ممالک کی جانب سے ان تکفیری گروہوں کی غیر مستقیم حمایت اور ان کے خلاف کاروائی کرنے میں پس وپیش ظاہر کرتی ہے کہ ان کے اس خطے میں کیا مفادات پوشیدہ ہیں۔امریکہ اور اس کے اتحادی، جو بظاہر دہشت گردی کے خاتمے کے دعوے کرتے ہیں، درحقیقت ایسے عناصر کی پشت پناہی کے ذریعے خطے میں اپنے سیاسی واقتصادی مفادات کو محفوظ بنانا چاہتے ہیں۔

علاوہ ازیں، یہ بھی واضح ہوتا جا رہا ہے کہ مقاومتی تحریکوں کی

کامیابیاں نہ صرف اسرائیل بلکہ ان کے بین الاقوامی حواریوں کے لیے بھی ایک بڑا دھچکا ثابت ہو رہی ہیں۔ان کامیابیوں نے اس بات کو بھی آشکار کیا ہے کہ مزاحمت محض عسکری طاقت تک محدود نہیں بلکہ یہ ایک نظریاتی اور عوامی تحریک ہے، جس کے اثرات دیرپا اور گہرے ہیں۔

یہ بھی ضروری ہے کہ امت مسلمہ ان چالوں کو سمجھتے ہوئے متحد ہو اور اپنے وسائل وطاقت کو صہیونی سازشوں کے مقابلے کے لیے منظم کرے۔ اس وقت فلسطین کی آزادی، القدس کی بازیابی، اور مقاومتی اتحاد کا استحکام صرف ایک خطے کا مسئلہ نہیں بلکہ پوری امت کے مستقبل کی جنگ ہے۔اگر اس موقع پر مسلمان اتحاد اور بیداری کا مظاہرہ کریں تو نہ صرف صہیونی ریاست کے منصوبے ناکام ہوں گے بلکہ ایک نئی تاریخ رقم ہوگی، جس میں عدل وانصاف کی حکمرانی قائم ہوسکے گی۔

سورہ فاتحہ کی گذارش

برائے اغا کرار حسین ابنِ اغا جہانگیر حسین مرحوم کے لیے

تمام ممبران نیتن یاہو کے وارنٹ گرفتاری پر عمل درآمد کے پابند ہیں: یورپی یونین

نیویارک۔30 نومبر (ایجنسی) یورپی یونین کے چیف ترجمان پیٹر اسٹانو نے ایک بیان میں بین الاقوامی فوجداری عدالت) آئی سی سی (کے فیصلے کا حوالہ دیتے ہوئے کہا ہے کہ یورپی یونین کے تمام ممبران صیہونی حکومت کے وزیر اعظم بینجمن نیتن یاہو کے وارنٹ گرفتاری پر عمل درآمد کرنے کے پابند ہیں۔ان کا کہنا تھا کہ یورپی یونین کے اراکین بین الاقوامی فوجداری عدالت فیصلوں پر عملدآمد اور سزا سے استثنی دینے سلسلہ بھی ختم کیے جانے کے خواہاں ہیں۔انہوں نے مزید کہا کہ یورپی یونین بین الاقوامی فوجداری عدالت اور معاہدہ روم میں مندرج اصولوں کی حمایت کرتی ہے جس کی بنیاد پر یہ عدالت قائم کی گئی تھی۔